سالانہ مع محصول [illegible] بلا محصول [illegible]

ششماہی مع محصول [illegible] بلا محصول [illegible]

جلد ۵	بمبئی دو شنبہ ۱۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۰ عیسوی	نمبر ۳

مقدمۃ الجیش ہو تو مناسب

حضور والا امیر صاحب کا جب سے جانوروں کی ملاقات سے پیٹ بھر گیا تو آپ کو افغانستان کی سوجھی گورنمنٹ انگلستان سے تو اجازت ملنے کی امید ہی جاتی رہی کچھ نہیں معلوم غالباً حضور والا نے سرحد کی اجازت مل جائے کیونکہ سرحد کے بعض معاملات ایسے الجھن میں پڑے ہوئے ہیں سو اگر خاص طور پر انکا فیصلہ کیا جاوے تو آئندہ زمین کی کوئی خرابی ایسی پیدا ہو جائیگی کہ جس سے گورنمنٹ کو سخت پریشان ہونا پڑیگا۔ علاوہ ازیں جب امیر صاحب آپ وہاں پہنچ جائینگے تو ہمارے روس کی پولیٹکل اصل منشا انکی بابت حضور معلوم کر لینگے۔ اگر واقعی روس خلق کا رخ نصیب ہو۔ تو پھر یہاں بھی ابھی سے منہ پھیر دینے والی جنگ کی تیاری شروع کر دیجاتی ہے۔

دماغ بہکے

خدا کی شان ہے کہ یورپ میں قوم میں کیسے عجیب عجیب منکسر المزاج ہیں۔ ایسے ہی بعض بہ خوبی خود بینی خود دماغ بھی ہیں کالا لوگوں کو اصلاح کا شوق کو دیتے ہیں جس طرح ولایتی کتا کالی چیز کو جنہ رعد ہمدردی اخبار وں میں ایک صاحب کا حال چھپا تھا کہ گاڑی کی نظر آتے ہی انکا دماغ سخت پریشان ہوتا تھا جب چاہا ہر کر آتے ہیں ایک میل سے پہنچا نہی۔ دیکھا تھی حال میں ایک خبر ہیٹ کی آئی کہ ایک صاحب بہادر مسٹر شامی کا سکا جار کھلی چھتری دیکھ بہت بگڑے ہوئے ہیں کہ ایک دیسی چھتری لگا کر ہمارے مل رہا تھا جیسے ہی آپکی گاڑی بھی پہنچی ساتھ ہی فوراً اُسکو پاس پہنچا اور مسٹر دانت پیستا ہوا اُس کی چھتری بند کر دی دیکھیں ماریکا ارادہ کیا مگر مسٹر کا خرچ صاحب نے دیکھا ہوا تھا انہی جیسے تو ڈال دیسی بھی بھاگنے چلا بھاگا آدمی دیسی تھی بلکہ ایک مرد مصنف سید صاحب نے کیا اسے ساتھ چھتری کو دوڑا ہمراہ بعض گاڑی میں بیٹھ کر دیکھ کھلی ہوئی چھتری

اختتام سال

ارمغان فرخ نے مرگ کے اپنا سال پورا کر دیا حضور اپنی آب کے حوادث میں تو اس مرجھائے ہوئے گلدستہ کو خزاں رسیدہ گلبن سمجھ چکے ہوں گے اور اس بات پر سخت تعجب کرتے ہوں گے کہ دفتر عالیہ سے گلدستہ اس بد عنوانی کیساتھ گذشتہ دار شائع ہو۔ اگرچہ سنہ ۹۹ء میں ہندوستان بھر کے گلدستوں کی اشاعت کا یہی حال ہے مگر فی الحقیقت ہمارے لئے بہت بڑی بدنامی کا باعث ہے۔ اسوجہ سے ہم ناظرین کو وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہے ہیں کہ ایک تو ماہ بلیک انار و عدہ کے مطابق ہیں اور خوشی کرنا ہو پھر بھی بالیقین تو کچھ کر کوئی پٹی بالکل کے سالانہ کچھ نہ کر دیا آئندہ کو انتظام تو بہت کچھ کر دیا ہے۔ اگر وقت پر غل آنیکی نوبت ان شاء اللہ یہی وقت پر نکلا کریگا۔ جن خریداروں کا سال ختم ہو گیا ہے ان کو نام جنوری کا پرچہ بعد سال وصول ہو جانے کے بھیجا جاویگا۔

بھیجے جاؤ مولا چلی کرینگے

بھیجے حضرت فوج پر فوج [illegible] ہماری گورنمنٹ
نے بھی ادھار دھر [illegible] ریل پیل کر دی۔ پھر کیوں ہو
آخر گورنمنٹ ہی تو ٹھہری [illegible] والی گورنمنٹ۔
جب گورنمنٹ نے دیکھا کہ اب مانتے ہی نہیں کسیطرح
باز نہ آئینگے سوائے اسکے کہ پوری طرح سے خبر
لے لیں تو فوجوں کی روانگی کا سلسلہ کھول کر شروع
کر دی۔ ہندوستان سے گورہ فوج اور ولایت سے
فوج اور شاہی فوج اور والنٹیر فوج اور ادہر کی فوج
اور ادہر کی فوج غرض کہ ٹرانسوال پر ٹڈی دل
کیطرح گویا فوج پھیلی ہوئی ہے۔ اور ماہ حال کو
آٹھواں ڈویژن روانہ ہونا شروع ہو گیا۔ کمبخت
ڈچوں نے سر بھی بہت اوٹھا رکھا ہے۔ پکڑ دھکڑ
سے باز ہی نہیں آتے۔ پکڑنے کی ایسی عادت ڈالی
ہے اور اس میں ایسی مشق بہم پہنچائی ہے کہ جب
چاہا جب ایک کو پکڑ لیا دو کو پکڑ لیا۔ دو کو پکڑ لیا
سو کو پکڑ لیا۔ واہ کیا خوب۔ انھوں نے کیا فوج کو
اپنے باوا کا مال سمجھ لیا ہے کہ جب چاہا پکڑ لینگے۔ اب
پکڑو جہاں تک پکڑتے ہو۔ یہ وہ بیچاری بیمار فوج
نہیں ہے کہ جو حبش کے مرض سے عاری تھی۔ جب چاہا
تم نے اوس فوج پر اپنے دل کا ارمان نکال لیا۔ اب
یہ تازہ دم ہے جو تمہارے چھکڑے اڑا دیگی۔ خدا
اسکو حبش کی بیماری سے بچائے۔ ورنہ اگر
اسکو یہ کمبخت بیماری ہو گئی تو ڈچوں کے حق میں
مفید ہو جائیگی۔

ارے یار تم نہیں جانتے۔ سنو وہ پہلی ہی فوج تھی
کہ [illegible] میں آگئی۔ حبش کے بیچ میں پڑ گئی
یہ تازہ دم فوج ایسی نہیں کہ ان دونوں کی [illegible]
میں آ جاوے۔ کیونکہ انکا مقابلہ کا تدبیر سوجھ چکی ہوگی
[illegible] بھی کہ کوئی نیا مرض آگھیرے۔

افسوس صد افسوس

ابھی خبر کیجو۔ کیا یہ سنہ ۱۹۰۰ء جیسا کہ بعض منجموں
نے لکھا ہے منحوس ہوگا۔ خدا نخواستہ اگر آثار یہ
ہو تو شروع ہی سے پائے جاتے ہیں جسکے آخری
نتیجہ پر تمام دنیا کے لوگوں کی آنکھیں لگی ہوئی
ہیں جنگ ٹرانسوال نے اس قدر طول کھینچا۔ کہ
جسکا سان گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ تمام
دنیا میں خونریزی ہونیکے آثار پائے جاتے ہیں
ہمیں زیادہ تر افسوس ٹرانسوال کی جنگ پر
ہے کہ جسنے امکان سے زیادہ طول کھینچا۔ اور
ہماری گورنمنٹ کو صرف دیسیوں کے حقوق
کی وجہ سے بیجہ دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ہزاروں
سپاہی صدہا افسر اس لڑائی کی نذر ہوئے۔
مگر پھر بھی کوئی نتیجہ اس لڑائی کا ابھی تک نہ نکلا
یہ کمبخت فوج سرحدی وحشیوں سے بھی زیادہ
وحشی نکلے کہ انہوں نے افسروں کو عدم آباد
بھیجنا سب کاموں سے مقدم سمجھا۔ کمبخت بڑے
بڑے افسروں کی خدمت میں بھی گستاخانہ
حرکتوں سے باز نہیں آتے۔ میاں یہ غضب تو
دیکھو کہ اب تو لارڈوں کی بھی خبر لینے سے بچے
نہیں رہتے۔ ۱۱ ویں جنوری کا تار مظہر ہے کہ لارڈ
میتھون صاحب بہادر مجروح ہو کر گھوڑے
سے گر پڑے تو اونکی پسلی میں سخت چوٹ
لگی۔ اول تو مجروح ہونا ہی اون کے لئے
غضب ہے اور پھر مجروح ہو کر گھوڑے سے
گرنا پسلی میں ضرب آنا آفت پر آفت ہے۔
مثل مشہور ہے مرے کو مارین شاہ مدار۔
اب تو یہ کمبخت بہت ہی آپ سے باہر ہو چلے
ہیں۔ خدا جانے سردار جنرل اور لارڈ رابرٹس بہادر کی
جان کی خیر کرے اور دشمنوں کی نظر بد سے بچائے۔

کسر رہ گئی

فوج لوگ بھی بلا کے بنے ہوئے ہیں۔ سفوکی شرارت
عیاری تو انکی سرشت میں [illegible] میاں پہ تو
غضب دیکھو کہ اپنی ترکیبیں [illegible] پھر چلاتے ہی رہتے
ہیں مگر اب تو ہماری ترکیبوں کا بھی پتہ لگا کر اب
کاٹ کر جاتے ہیں کہ ہمارے بڑے بڑے افسر اونکی
عیاری سے چونک جاتے ہیں۔ ان کمبختوں نے وہ
ہی مثل کر دی ہے کہ جیت بھی میری پٹ بھی میری
انٹا میرے باپ کا۔ جب دیکھو جب اپنی ہی جیت رکھتے
ہیں۔ ہماری گورنمنٹ کو اچھے نالایق لوگوں سے پالا
پڑا ہے کہ جن میں لسوڑے کی خاصیت ہے۔ سفوک رجمنٹ
پر تمام رنیسبرگ میں جو آفت آئی۔ وہ ان کمبخت
ڈچوں کی عیاری کی وجہ سے۔ اوس موقعہ پر رجمنٹ
مذکور نے اندھادھند کے بہادر افسروں نے جو تدبیریں کی
تھی اوس تدبیر سے فوج لوگ آگاہ ہو گئے کہ چاروں طرف
طرف واقف ہوتے ہی چپکے چپکے تیاریاں کر دیں۔ اور
اچانک انپر آ پڑے۔ اب بھلا یہ بھی کوئی بہادری
ہے کہ چھپکے چھپکے دبل بلی کی طرح آ کر ایکدم حملہ
کر دیا۔ ہماری فوج کو جب واپسی کا حکم دیا گیا۔
کہ موقعہ ٹھیک نہیں یہاں سے فوراً ہو جاؤ۔ تو رجمنٹ
مذکور کے بہادر اور جان نثار افسروں نے اس حکم
کی تعمیل سے انکار کیا۔ اور فوراً مقابلہ کیلئے آمادہ
ہو گئے۔ بہادری اسکا نام ہے۔ مگر ہمارے افسروں
نے اپنی بہادری کے زعم میں یہ خیال نہ کیا کہ
دشمنوں کی فوج بے انتہا ہے۔ اگر ایک ایک سے دو دو کا
مقابلہ ٹھہرایا جائے تب بھی اون کے سپاہی فاضل بچ
رہیں۔ آخر کار ہمارے بہادروں کے بیجا جوش نے یہ
نتیجہ دکھایا کہ چوتھائی رجمنٹ خراب خستہ حالت میں جس
کیطرح بچکر آئے غنیمت ہے کہ اسیقدر سلامت آ گئے اور باقی
پوری رجمنٹ تمام شد۔

عقل جاتی رہی ہے

ہمارے میان ... سنا؟ ممالک ... اکثر سیٹھون نے یہ پیشین گوئی کر ڈالی کہ برٹش سلطنت سنہ ۱۹۰۰ء اندر اندر بے ہول جاسیگی ... رام رام ... اپنی پیشین گوئی کے ثبوت مین جنگ ... کے واقعات پیش کر کے کہتے ہین کہ دیکھو ... کنگن کو آرسی کیا ہے ... ٹرانسوال فوج شانے سے توڑ رہی ہے اور وہ ادہر برٹش بہادر میدان جنگ سے گریز کرتے ہین اور ... برٹش فوج کے سپاہی پکڑ پکڑ کے لیجاتے ہین بس یہی برٹش سلطنت کے زوال کی علامت ہے ... کمبختون کی عقل جاتی رہی ہے۔ ایسے ذرا ذرا سی جنگون سے کہین ایسی اولو العزم سلطنت کی چولین ڈھیلی ہو جاتی ہین۔ بقول مسٹر بالفور جنوبی افریقہ کی جنگ مین نقصان عظیم ہونے سے تو اور ہماری عظمت ظاہر ہو رہی ہے بلکہ سلطنت کی جڑ پختہ ہو رہی ہے کیونکہ اس سے رعایا کی وفاداری کا ثبوت پورے طور پر مل رہا ہے۔ تمام سلطنتون کی آنکھین کھل گئی ہونگی کہ جس سلطنت کی رعایا کو مجلس بھیجنی مجبور ... تھے وہ بڑی ... جوش اور عالم دلی کا باوجود دیکھ وہ اپنی آنکھون سے ... جنگ کا نتیجہ دیکھ رہی ہے ... ہر چیز کو در کنار ... رفت ... اگر ... برابر جنگ کی ساتھ میدان جنگ مین کود پڑنے کو تیار ہے۔ ہر فرد ... گروہ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ مین سب سے پہلے میدان جنگ مین پہنچکر برٹش فتح کا جھنڈا اڑا دون۔ اس سے زیادہ اور کیا سلطنت کی پختگی کا ثبوت ہوگا

چہ اسعدی میسر ... نہ ...

رعیت ... دہقان ... درخت

درخت ... سخت

خود ہی مجروح ہوگئے

ہماری کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا قصہ ہے اور فوج دشمنون پر کیا ہو گیا۔ جو گرفتاری فوج عصابر یقین آتے۔ الٰہی یہ کیونکر ہا مین لگے انکا کیا علاج کیا جائے۔ ہمارے جنرل فرنچ صاحب بہادر تار دیتے ہین کہ کولزبرگ کی حالت بدستور سابق ہے مگر یکم ... کو ... جٹ کو ایک سخت مصیبت کا مقابلہ کرنا پڑا۔ مذکور جٹ کی ۴ کمپنیان رات کیوقت اپنے کیمپ سے ایک میل کے فاصلے پر ایک نجری کی پہاڑی کیطرف بڑھین اور علی الصباح آگے جو کرنیل واٹسن صاحب بہادر نے حملہ کا حکم دیا مگر بیچارے خود ہی مجروح ہوگئے۔ پھر کیا کرتی۔ ادنی جان کو صبر کر کے واپسی کا حکم دیا گیا۔ تین حصہ فوج تو خوش قسمتی سے کیمپ کیطرف لوٹ آئی۔ مگر باقیماندہ فوج دشمن کے مقابلہ مین جمی رہی۔ یہانتک کہ دشمن کی ایک بڑی فوج نے انہین اسطرح گھیر لیا کہ انکو اطاعت قبول کرنی پڑی۔ بس جنگ مین ڈچون نے ہمارے ... سپاہی قید کئے جن مین ۷ افسر ہین۔ افسوس ہے کہ کرنل واٹسن بہت جلد مجروح ہوگئے ورنہ ڈچون کی مجال کیا تھی کہ جو ایک سپاہی کو بھی گرفتار کر سکتے۔ اب ہمارے لارڈ کچنر بہادر فاتح سوڈان ان سب حرکتون کا ڈچون سے بدلہ لین گے۔ کیا لارڈ کچنر بہادر کے زمیا ... نوجوانو بھی یہ گوارا کر لینگے۔ ان کی یہ مجال ہے ... بس دو چار روز کی اچھل کود ہے۔ ہماری گورنمنٹ خوب سمجھ گئی ان بہادر افسرون کو انکی سرکوبی کو روانہ کیا ہے مرض جیسے ... علاج بھی کام چلتا ہے۔

دیسی رعایا کی جان نثاری

خدا ہماری گورنمنٹ کو جزاء خیر دے کہ دیسی رعایا نے اوسکی امید سے زیادہ وفاداری جان نثاری کا ثبوت دیدیا۔ دیکھو یورپ یہ سمجھتی ہون گی کہ **کالا لوگ** کم ہمت ہین بزدل ہین ... مادہ کی حرارت سے اونکا خون حد سے زیادہ جوش کھا کے گندا ہو گیا ہے۔ ہتیار چھن جانیسے ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے ہین۔ گویا وہ ہر تن عضو معطل ہوگئے ہین۔ کبھی خواب مین بھی جنگ و جدل کا خیال نہ آتا ہوگا۔ وہ اپنی گورنمنٹ پر جان نثار کرنے سے دم چراتے ہون گے مگر اب تو اونکی بھی آنکھین کھل گئی ہون گی اور دیسی رعایا کی جان نثاری کے جوش سے اون کو یقین ہو گیا ہوگا کہ کالا مانس جو ایکبار قہر زیادہ کھا گیا ہے تو اسمین شجاعت کا تاؤ بھی چٹی چمڑی والون سے زیادہ ہے گو کہ اس کے کھینچنے سے ہاتھ پاؤن مین دم ہان سا بن ہے۔ از سر تا پا میر ... کا فوٹو بنے ہوئے ہین مگر مردانگی کے جوش کا یہ عالم ہے کہ مسلمان بھائیون کے ازار بند ٹوٹ گئے ہون۔ لالہ بھائیون کی دھوتیان کھل گئی ہون تو عجب نہین۔

غیر سلطنت والے اپنا دل خوش کرنے کے لئے اگر اب بھی ہماری گورنمنٹ کی سلطنت کو نقش بر آب سمجھین تو یہ ان کی خوشی۔ ہم عنقریب برٹش سلطنت کی وشوکت کا جھنڈا خاص ان کے سر پر لہراتا ہوا دکھا دین گے۔ ذرا ذرا سی ... پر بری خیالات پیدا کرنا عقلمند ونکا کام نہین ... کا یکی ہے ہمارا عمل ... آیہ درست ...

بچے جاؤ

جنگ ٹرانسوال کے معاملات پر روسی اخبار بھی برٹش طاقت کی نسبت خوب بے تکے مضامین الاپ کر اپنے جلے دل کے پھپولے پھوڑ رہے ہیں۔ مگر اس بکواس کے سوائے اُن کے کر ہی کیا سکتے ہیں۔ دل میں برٹش بہادریاں دیکھکر جلیں اور کیا حاصل کر سکتے ہیں۔ ان بہادرانہ کارروائیوں سے جنکا دور جلیں [illegible] مرض بخار و حسد میں مبتلا ہے پھر بھی مقابلے سے باز نہیں آتی۔ اب یہ اتفاقیہ بات ہے کہ کسی موقعہ پر دو چار افسر مارے جائیں یا گرفتار ہو جائیں اس سے انکی ذاتی بہادری میں کچھ بٹہ نہیں آ سکتا۔ پھر روسی اخبار کس منہ سے مخالفانہ مضمون شائع کر رہے ہیں۔ روسی اخباروں کا یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پڑھنے والوں کے دلوں میں برٹش طاقت کی حقارت پیدا کر دیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ برطانیہ اعظم ایسا ہی بودا نکلا جیسا [illegible] جنگ [illegible] میں۔ واہ اچھی مثال دی۔ [illegible] روسی ایڈیٹروں کی عقل کی داد نہ دیں تو کیا کریں۔ ان آنکھوں کے اندھوں سے کوئی یہ تو دریافت کرے کہ کجا چین۔ کجا برٹش طاقت کہ جس کو دنیا کے تمام بہادر قبول (?) بہادر مانے ہوئے ہیں۔ اگر موقعہ ہوا اور روس کی بہادری کا بھی امتحان لے لینگے جو اپنی [illegible] پرستش زبان ہے حالانکہ روس کی قوت ہماری [illegible] مقابلہ میں [illegible] برٹش افسروں کی [illegible] دیتے ہیں [illegible] ہیں [illegible]

زوالی تار

جنرل وائٹ بہادر نے اتوار کے روز زوال کے وقت یعنے ٹھیک دوپہر کو دشمن کے زوال کی خبر دیتے ہیں کہ میں نے دشمنوں کی فوج کو شکست دیدی ہے مگر اسکی عبارت میں فی الحال تو کا اڑنگا بھی لگا ہوا ہے۔ اس خبر کو پڑھکر اہل دولت خوش تو بہت ہوئے ہیں کہ جس شخص کو ایک عرصہ سے دشمنوں نے اپنے ازنگہ میں [illegible] کر دیا ہو۔ اور وہ دل چھوڑ کے غیبی مدد کا منتظر ہو بیٹھا ہو۔ اسنے دفعتہً ایسی بہادری دکھلائی کہ جھٹ پٹ دشمن کی فوج کو شکست بھی دیدی۔ بس اب ہماری فتح ہی فتح ہے۔ مگر تو کا اڑنگا نے ایجاز کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دئے جس سے ساتوں خبر کی کمر بھی بیٹھ جاتی ہے۔ دشمن کی فوج ذرا دم لینے کے لئے ٹھہر گئی ہوگی یا دھوکہ دینے کے لئے داہنے بائیں ہوگئی ہوگی جنرل بہادر نے دل خوش کرنے کے لئے اسکو شکست خیال کر لیا ہو۔ یا یہ مراد ہو کہ فی الحال تو میں نے شکست دیدی ہے۔ مگر آئندہ کا خدا حافظ ہے۔ عجب نہیں جو جنرل بہادر نے کنایۃً اسکی اطلاع دی ہو کیونکہ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ دشمنوں کی فوج نے مجھے بری طرح گھیر رکھا ہے۔ جنرل صاحب کو خدا اپنی حفظ و امان میں رکھے کہ یہی ایک بہادر ہیں کہ تمام فوج جنکا رعب چھایا ہوا ہے گورنمنٹ کو چاہئے کہ [illegible] اون کو تھپکتی ہے۔ اگر وہ ایسی ہی کس مپرسی کی حالت میں پڑے رہے تو آپ تو اونہوں نے فی الحال تو کا جملہ سنا ہی دیا ہے آئندہ وہ بھی نہ سنا سکینگے۔

آفرین ہے

بھلا اس سے زیادہ وفاداری کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ڈھیٹ جیسی ناجائز کارروائیوں پر جو کہ بھی گورنمنٹ سر کر رہے ہیں بنگالی بابوؤں کو بھی جوش آگیا۔ وہ خواہش کرتے ہیں کہ ہمیں والنٹیر بنا کر فوجوں کے مقابلہ میں بھیجا جائے۔ ذرا اہل بنگال کے جوش کو ملاحظہ کیجئے۔ اہل دولت کی رائے میں تو انکو بہت جلد ٹرانسوال بھیجنا چاہئے۔ کیونکہ وہاں انہی کی آمد کی دیر ہے۔ کیا تعجب ہے کہ یہ وفادار لوگ جنرل وائٹ کو لیڈی سمتھ سے صاف نکال لائیں جو مدت سے محصور ہیں۔ لوگ بنگالیوں کو بودا خیال کرتے ہیں مگر اس خواہش سے انکی بہادری کا پورا ثبوت مل رہا ہے۔ اب ان لوگوں سے تمام رعایا کو سبق لینا چاہئے۔ جان سے مال سے ہاتھ سے پاؤں سے ہر شخص کو گورنمنٹ کی مدد کرنا چاہئے یہی وقت مدد کا اور ثبوت وفاداری کا ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ تمہارے ہی حقوق کی وجہ سے جنگ کر رہی ہے۔ کالوں کے حقوق کی وجہ سے گوروں کا خون بہہ رہا ہے مگر اسکا اثر تو ہوا کہ پہلے بنگالیوں کو ہی جوش آیا۔ جنکا کالے رنگ میں زیادہ حصہ ہے۔ اب رفتہ رفتہ تمام رعایا کی یہی خواہش ہو جائیگی کہ ہمکو والنٹیر بنا کر ٹرانسوال بھیجا جائے۔ درحقیقت ان فوجوں کی حرکتیں ایسی ہی ہیں کہ جس قدر ہندی رعایا کو جوش آئے تھوڑا ہے۔ دوبدو مقابلہ کرنا تو جانتے ہی نہیں۔ دھوکا دیکر ہماری فوج کا نقصان ہی کر جاتے ہیں جس سے ہماری فوج کی بہادری کا دل کی دل ہی میں رہ جاتے ہیں۔

ابھی سے رو دئیے

بوئر جنٹ - جس قوم کی قوت و شجاعت کا ڈنکا بج رہا تھا، جھٹ گیا - آخر آدمی کا حوصلہ تھا - دو تین ہی مہینے میں جو نہ دو برس لڑے نہ چار برس ابھی سے ہائے توبہ مچانے لگے الدد - الغیاث کا وظیفہ رٹنے لگے پہلے تو خاص خاص سلطنتوں کو تقریب دے دے کے ابھارا جب یوں کسی نے ہتھیلی کا سہارا نہ لگایا تو منت سماجت کی ہاتھ پاؤں جوڑے - گریہ و زاری کی - مگر پھر بھی کسی کا دل نہ پسیجا بورپ کی سلطنتیں ایسی بیوقوف تو تھی نہیں جو ان جیسوں کی خاطر ایسی اولوالعزم - عالی شان - جانی دوست صلح پسند سلطنت سے کھٹ پٹ کر کے بیٹھ کی لاتھاپائی اپنے ذمہ لگا لیتیں غرض جب تمام قوم اونکی طرف سے مایوس ہو گئی اور ہماری بہادر فوج نے اونکا بھرتہ نکالنا شروع کر دیا تو وہ لگی پاؤں پیٹنے جب کسی کا سہارا نہ دیکھا تو لگی اللہ اور خدا کو مدد کے لئے پکارنے جب یہ سمجھا کہ لڑ کی اب اون سے کرا دی کھجائیں اوڑا دئیے ہیں تو پھر اونہوں نے زبردستی کھینچا تانی کی ٹھہرائی چنانچہ آرینج فری سٹیٹ کے پریسیڈنٹ نے یہ اعلان شائع کر دیا کہ ہمارے حدود کے ہر باشندہ کو مدد کرنی پڑے گی خواہ وہ کسی سلطنت کا رہنے والا ہو - خوشی سے مدد کرے یا جبر سے - بہر حال ہمارے ساتھ لڑنا ہوگا -

ہم تو سمجھے تھے کہ ہمارے دشمن کچھ دن تک تنہا ہماری فوج کے سامنے ٹھہر سکینگے اپنی بانکی دکھا سکینگے اونکی مردانگی دیکھیں گے مگر وہ تو ابھی سے رو دئیے - نامعقول اتنا بھی نہیں سمجھے کہ ایرا غیرا نتھو خیرا کی مدد سے کچھ وہ میدان تھوڑا ہی جیت لینگے مثل مشہور ہے کہ بل تو ناچ ال - بقول شخصے - پرائی مدد پر جتیے ہو اونھائی پر بھی آج گردن نہیں نکل سکتی - دیکھو کہ کیونکر گورنمنٹ برطانیہ کو نہیں دیکھو کہ ہندوستان میں چلے راجہ نواب خود التجا کرتے ہیں کہ ہم کو لڑائی کے شہید دن میں جانے کی اجازت دیجائے - جذبہ جان نثاری سے بے چین کئے ہوئے ہے - مگر ہماری بہادر گورنمنٹ نے نہایت عالی حوصلگی سے جواب دیا کہ نہیں کسی کی

لیڈی سمتھ کا معما

لیڈی سمتھ کے واقعات پیچ در پیچ ہوتے ہوتے بجائے خود ایک معما ہو گئے - یا تو وہاں کی خبریں ایسی حسرت انگیز تھیں کہ جنرل وائٹ کے شکستہ حال اور بہادر فوج کی خستہ حالت پر آٹھ آٹھ آنسو رونا آتا تھا کبھی تو خبریں آتی تھیں کہ جنرل وائٹ غم و غصہ سے عشق پیچاں بنے ہوئے ہیں - خفت و ندامت کے رنج نے مردہ بنا دیا - نہ کھانے پینے کا ہوش نہ سونے بیٹھنے کے حواس نہ کپڑے لتے کی سدھ - اور بہادر فوج کی ماروسانہ زندگی پر تو جگر خون ہوا جاتا تھا کہ صاحب بہادر کو ہر طرف موت ہی موت دکھائی دیتی تھی رسالا گراؤنڈ نہ پائے رفتن کا حساب تھا - دشمنوں کی فوج نہ باہر نکلنے دیتی تھی نہ اندر چین لینے دیتی تھی - نہ کھانے پینے کا لطف تھا نہ جاگنے سونے کا آرام ہر طرح جان پر بنی ہوئی تھی - اور کبھی یہ خبریں آتی تھیں کہ دشمن آسمانی اولوں کی طرح توپ کے گولے برسا رہے ہیں - آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی میں کسی وقت بھی دم نہیں لیتے - آتشبار گولوں سے مکان تک جل اوٹھے پھر یہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ وہاں تو مرے کو مارے شاہ مدار والا حساب ہو رہا ہے - بہادر فوج کا خود ہی پتلا حال ہو رہا تھا کہ بہادری کا جوش کر کے جنگی بخار پھوٹ نکلا - تمام فوج میں وبا پھیلی ہوئی ہے - تھوڑے ہی روز بعد جنرل وائٹ بہادر کے گورنر کے موتمن سے نکل پہلے کا مژدہ سنا دیا - اور وہ خوشخبریاں اوڑائیں کہ گورنمنٹی خیرخواہوں کے کلیجے ٹھنڈے ہو گئے کبھی تو یہ تار اوڑا دیا کہ آج دشمنوں کی فوج نے یورش کی تھی مگر برٹش فوج نے اوسے دھکے دے دے کر پھیروں سے اونکے پاؤں اکھاڑ دئے اور کبھی یہ ترانے دار خبر بھیجی کہ آج ہم نے خود اونپر دھاوا مارا اور فلان فلان مقام فتح کر ڈالے - ان خبروں کو پڑھ کر ہم دست بستہ ہی اچھلے کودے تھے - کہ ہمارے بہادر جنرل دشمنوں کے نرغہ سے صحیح سلامت نکل آئے - چلو خیر سے چھوٹے - اب کیا ہے - اب تو دشمنوں کی دھجیاں اوڑا دینگے مگر دو چار ہی روز کے بعد معلوم ہوا کہ لیڈی سمتھ کے گرد دشمنوں کی فوج پڑی ہوئی

محاصرہ بدستور ہی

مسٹر بالفور نے اثنائے اسپیچ میں خود بیان کیا - کہ اگرچہ دشمنوں کی فوجوں نے لیڈی سمتھ کا نہایت سختی سے محاصرہ کر رکھا ہے - مگر اوسے پروا کیا ہے - برٹش مالک پر دشمن ہزار حملے کریں ہوتا کیا ہے -

معلوم نہیں کہ مسٹر موصوف بہک گئے یا اونکی آنکھوں میں برٹش شکستوں کا سما چھایا ہوا ہے یا اونکو بہادر جنرل وائٹ کے جوشش و خروش کی خبر نہیں پہونچی - لیڈی سمتھ کے اندر بیٹھے ہی بیٹھے کئی مقام فتح کر ڈالنے کا حال اونھیں معلوم نہیں ہوا -

اگر اونھیں خفیہ طور پر یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ جنرل وائٹ بہادر نے خجالت مٹانے کے لئے یہ خبریں اوڑا دی ہیں یا برٹش خیرخواہوں کے دل خوش کرنے کے لئے نمود شریف نے مصنوعی تار اوڑا دئے ہیں - پھر بھی مسٹر بالفور صاحب کو اس طرح دھڑنے سے یہ کہدینا مناسب تھا کہ لیڈی سمتھ پر دشمنوں کا اثر جما ہوا ہے - گو کہ سمجھنے والے اس سے خود سمجھ سکتے ہیں کہ جب جنرل وائٹ کو اونکے بیان کے مطابق اتنی آزادی مل گئی کہ اونہوں نے خود دشمن پر دھاوا مارا اور اونکے اثر نگہ سے اپنے کئی مقام بھی نکال لئے تو پھر جنرل مذکور کا لیڈی سمتھ کے اندر پڑا رہنا اور دشمنوں کی فوجوں کا اونکو گھیرے رہنا چہ معنی دارد اور پھر طرفہ یہ کہ جنرل بہادر فرماتے ہیں کہ پچھلے دشمنوں کے ۴۰۰ اسامیاں بھی جاتی رہیں ۱۶ گھنٹے کی لڑائی کے بعد اونکو ایسی شکست دی کہ اونکی کرامت لوٹ گئی ہوگی - جنرل بہادر بیٹھے بڑھ بڑھ کے ہاتھ مار رہے ہیں تو پھر باہر کیوں نہیں نکلتے - بیچارے جارج کے فدا یا اور ادھر لے کیساتھ دشمنوں کی فوج کو چیرتے ہوئے پر ٹھوں پار جا سکیں - جنرل وائٹ تو جیسے ہاں

معرکہ آرائی

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

جو خود راہ گم کردہ در بیابان ہو۔ وہ دوسرے کی کیا راہنمائی کریگا۔ سوائے اسکے اور کیا ہو سکیگا کہ وہ دوسرونکو بھی جو اوسکی گندم نمائی جو فروشی کے دہوکے مین آجائے اپنی ایسی گرفتاری اور بربادی کا شریک کرلے۔ اور اس بھلے چنگے کو مین بہت زور کے ساتھ کہہ سکتا ہون۔ جینے ہمارے تباہی اور بربادی کے بھنور مین گرفتار کر دیے۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے بانی اور اوسکی زیارت کو جو قوم کی اصلاح اور اوسکی ترقی کا نام لیکر یہان وہان چیختے پہرتے ہین۔ اصلاح قوم اور اوسکی ترقی کی راہ معلوم ہے ہرگز نہین!! یہ جو ترقی ترقی پکارتے ہین۔ اونکی اس پکار سے صرف حصول دولت مراد ہے۔ ہم حصول دولت کے مخالف نہین اور نہ ہم ہرگز مسلمانون کو دولت حاصل کرنیکی ممانعت کرتے ہین۔ ہم تو اوسکو یہ کہتے ہین کہ وہ اتنی دولت حاصل کرین کہ ساری دنیا اونکی حاسد ہو جائے۔ بات یہ ہے کہ یہ قوم اسلام کی ہمدردی اور بہی خواہی کا سانگ بہرنے والے جو حصول دولت کا طریقہ بتاتے ہین حصول دولت تو درکنار۔ وہ رہی سہی دولت کا جواب تک ہم مسلمانون مین باقی ہے دیوالا نکالنے کیلئے نہ صرف بالقوہ بلکہ بالفعل قوی آلہ ثابت ہوا ہے۔

[illegible] یہ کہتے ہین کہ ترقی کے لئے اعلی درجہ کی انگریزی [illegible] درکار ہے گر ساتھ ہی ساتھ یہ ضرور سمجھنا ہے [illegible] اعلی درجہ کی تعلیم حاصل کرنے یا تعلیم دینے کیلئے ایک [illegible] زر کا صرف ہے جو ہمارے تباہ حال مسلمانون کا زیادہ [illegible] صرف نہین کر سکتا اور اگر کسی نے صرف بھی کیا [illegible] اپنی اولاد کو اونچے درجہ کی تعلیم بھی دی تو [illegible] سے بہرا ہی کیا ہو؟ صرف اسقدر کہ ایک موہوم

مگر کسیقدر قوی امید بندہتی ہے کہ کبھی نہ کبھی ملازمت سرکاری مل جائیگی۔ مین نے روز افزون کثرت تعداد ڈپلوما ہولڈر کنڈیڈیٹس کو صرف انتری ہی کی خاطر نظر انداز کر بھی دیا تو بھی دیکھیں کہ یہ حضرات جو اعلی درجہ کی انگریزی تعلیم حاصل کرتے اور ممتاز عہدونپر معمور ہو جاتے ہین انکے اخراجات بڑھجاتے ہین کہ اونکی موٹی تنخواہین اونکی رفع احتیاج کے لئے کافی نہین ہوتین۔ کوئی تو اپنی آبائی جائداد پر ہاتھ صاف کرنے لگتا ہے۔ اور کوئی قرضے مین ڈوبکر ساہوکارون سے بچنے کے لئے دیوالا نکال دیتا ہے اور اگر خوش نصیبی سے کسی نے دل کڑا کرکے سینے پر پتھر رکھ بھی لیا۔ اور خوب کفایت شعاری سے کام بھی لیا۔ تو بھی لکھا پیکر برابر ہو جاتا ہے اب آپ ہی انصاف فرمائین کہ حصول دولت کی یہی راہ ہے کہ آپ تو کمائی کر چل بسے اور اپنے پسماندون کیلئے ایک پائی بھی نچھوڑ گئے۔ اونکی آنکھ بند ہوتے ہی جورو لڑکے بھیک مانگنے لگے وہ ہم مسلمانون کیطرح بقول اونکے جاہل تو نہونگے اعلی درجہ کے تعلیمیافتہ ہونگے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ (۱) ان حضرات نے اپنی زندگی کا بیمہ نہین کیا ہے کہ وہ اوسوقت تک ضرور ہی زندہ رہینگے جبتک کہ اونکی اولاد اعلی درجہ کی تعلیم حاصل کرلے۔ مین نے یہانپر بھی صرف اسی کی خاطر تقرری عہدہ کی قید قصداً نظرانداز کردی ہے (۲) اون کے گھر کیا لڑکے ہی پیدا ہونگے لڑکیان نہین۔ اور آپکو اعلی درجہ کی تعلیم دینے سے مجسٹریٹی یا جج ہی کے عہدے ملینگے۔ (۳) چونکہ اعلی درجہ کے انگریزی تعلیمیافتہ مین اور یہ عام طور پر دیکھا گیا ہو کہ جہان اونکی نگہ گئی وہ اچھے خاصے صاحب بہادر بن گئے جنکو

عام اصول ہے کہ جبتک حسب دلخواہ روزگار کیصورت نہین ہو لیتی ہے۔ وہ بیاہ نہین کرتے۔ مین یہ نہین کہتا کہ یہ اونکا اصول بہت مذموم ہے۔ مین صرف یہ دکھانا چاہتا ہون کہ اولاً اون کے صرف اعلی درجہ کی تعلیم حاصل کرنیکے لئے بشرطیکہ کوئی حادثہ سد راہ نہوا ہو کم از کم تیس برس کی عمر تک پہنچنے کیضرورت ہو اور حسب دلخواہ روزگار کیلئے اقل مدت پانچسال اور اکثر مدت دس سال سمجھ لین تو غرض کہ اونکو درجہ اوسط کے قاعدہ پر چالیس سال سے پیشتر بیاہ کرنا نصیب ہو نہین سکتا۔ پھر جو پہلی ہی ملاقات مین اولاد کا بندوبست ہو جائیگا اوسکی کیا توقع۔ خیر چار پانچ سال کے درمیان اوس کا سلسلہ شروع ہونا مان لیجئے۔ اب یہ خیال فرمائیے کہ آپ لوگونکی عمر طبعی کیا ہو۔ کل بحساب اوسط ۶۰ برس لیس حساب لگائیے کل پندرہ سولہ سال کی باقی عمر مین اعلی درجہ کی تعلیم وہ کیونکر اپنی اولاد کو دلاسکتے ہین جسکے لئے تیس برس کا ہونا ضروری ہے۔

اب ذرا آپکے دعوے کے دوسرے پہلو کو دیکھئے وہ کہتے ہین کہ بغیر اعلی درجہ کی انگریزی تعلیم کے مرانشی درست نہین ہوتی جسکی مثال بلکہ زندہ مثال خود وہ حضرات ہین۔ جنہون نے اعلی درجہ کی اعلی تعلیم حاصل کی ہے۔ یہ دوسری بات ہو کہ وہ مرالیشی وہ تہذیب وہ اخلاق جنپر یہ ایک نہین ہزارہا نون سے قربان ہوتے ہین۔ قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہو۔ گر جناب جبتک کہ مسلمانون کے ہاتھ قرآن شریف بلا تحریف موجود ہے کہ کبھی وہ شراب نوشی کو داب مرالیشی۔ غیر محرمون کے ساتھ بوسہ وکنار کو جزو دی تہذیب ناچ گانے کی مجلسون مین شریک ہونیکو رکن اعظم اخلاق سمجھین۔

توبہ توبہ مین تو جناب منشی محمد حسن صاحب مہتمم کی اوس تحریر کی نسبت جسکی شرحی انگریزی اعلی تعلیم کے نقصانات تھی شکریہ لکھنا چاہتا تھا۔

گو کہاں سے کہاں چلا گیا۔ شکر ہے خدائے پاک کا کہ اس زمانے میں ایسے بزرگ موجود ہیں۔ خداوند تعالیٰ اس کی غمخواری اور ہمدردی اور بہی خواہی قوم اسلام کی جزائے خیر عنایت فرمائے۔

راقم

افاض الدین طاہر [illegible] کلکتہ

جنرل بولر صاحب کا بڑا بول

میاں پنچ بہادر بہوت! کیا کرتے ہو کچھ اور بھی خبر ہے۔ انجناب دیکھتے ہیں کہ ہندوستانی چرکٹوں کی جو [illegible] مضامین بہت مشتہر ہوا کرتے ہیں۔ لو آج دکھنی صاحب کا مضمون زن زناتا ہوا خدمت فیضدرجت میں آتا ہے۔ اجی مضمون کیا ہے۔ حلوائی کا لچا ہے دہلی کا حلوا سوہن ہے۔ لبیں کان چپٹ چپٹا کر بیٹھ جاؤ اور بشنو۔

۲۳ نومبر ۱۸۹۹ء کو جنرل بولر صاحب ولایت سے روانہ ہوئے۔ سٹیشن ایلڈرشوٹ پر امیر کبیر اور جنگی افسران الوداع کرنے آئے تھے۔ اور چند اخبارات کے رپورٹر صاحبان بھی تشریف رکھتے تھے۔ اخبار ٹائمز لندن سے معلوم ہوا کہ بوقت روانگی بولر صاحب کا یہ حال تھا کہ بس پیچان دیگر ست نیست۔ بڑی شیخی میں بھرے ہوئے تھے۔ زبان مبارک سے کیا فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ کے اندر ہی اندر پریٹوریا پایہ تخت ٹرانسوال پر انگریزی جھنڈا ہوا میں لہراتا ہوا نظر آئیگا مگر اب تو ایک ماہ سے اوپر ہی ہو گیا۔ بجائے اسکے کہ پریٹوریا میں فتح کا نشان اڑاتے اور قلعوں کا تہ و بالا کرتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قریب ہزار آپکے بھائی برادران بحیثیت قیدیان جنگ تشریف فرما ہوئے ہیں اور جنرل صاحب ابھی تک توگیلہ دریا کے دوسرے کنارے شکست کھا کر کھسیانی بلی کی طرح پڑی ہوئی ہیں بلکہ [illegible] تو اب ہم [illegible] یہ بڑے بول کا نتیجہ ہے۔ کبھی یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ہم زبردست ہیں کوئی ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا ہے۔ اب سنتے ہیں کہ لارڈ رابرٹ صاحب بہادر تلوار بہادر میدان جنگ میں آنے والے ہیں۔ خیر دو تین ہفتہ میں انکی دانائی بھی ظاہر ہو جائیگی۔ رابرٹ تلوار بہادر فاتح قندہار کا خطاب انہی لارڈ صاحب کو ملا ہے۔ مگر بوئرس شایستہ آراستہ و تعلیم یافتہ دشمن ہے۔ وحشی پٹھان یا ایوب خان جا محمد کا لشکر تو ہے نہیں کہ گولہ چلایا۔ دھوں دھاں کیا۔ شوں شاں کیا۔ اور پست بٹھا دیا۔ اجی حضرت فوج کو مغلوب کرنا کار دست دارد۔ الخ جھٹ پٹ مار لینا نانی جی کا گھر نہیں۔ مگر ہاں لاٹ بہادر اگر استقلال اور دور اندیشی کو کام میں لائیں گے تو ہزاروں میں فتح کر لیں گے لاکھوں میں فتح کر لیں گے۔ اور اگر جنرل بولر کی طرح انہوں نے بھی آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ اور جوش مردانگی میں آکے جھٹ میدان جنگ میں کود پڑے تو بس خیر نہیں۔ کیونکہ فتح تو جب کا جنرل جوبرٹ بلا کا آدمی ہے۔ خدا جانے کیا جو منتر پڑھ دیتا ہے کہ انگریزی فوج باقاعدہ لڑتے لڑتے سٹ پٹا جاتی ہے۔ اگر اس جنگ موقعہ پر ہمارے دیسی بہادر۔ گورکھا سکھ۔ پٹھان اور مرہٹہ جاتے تو دشمن کی خاطر و مدارات کو بالا طاق رکھتے وہ دو دو چار چار ہاتھ پٹہ بازی کے دکھلاتی۔ کہ بوئرس ساری اپنی بہادری بھول جاتے مگر بدنصیبی تو یہ ہے کہ وہ کالا رنگ۔ بلیک مین۔ کیا غضب ہے کہ ایسی جنگ کے موقعہ پر بھی کالے گورے کی تمیز نہ چھوڑی گئی۔ اگر ہمکو بھی سرکار حکم دیجیے تو ماشاءاللہ وہ عیاریاں دکھلائیں کہ عمر عیار بھی قبر میں چونکا سیر چونک پڑے۔ اجی میاں پنچ بہادر ہم بھی بس سیتم کے آدمی ہیں۔ بوئرس کے کھانے میں سقر جا [illegible] جھونکے بن پڑے۔ خیر یہ تا ہین فٹ تو ختم ہو چکی مگر ہم بھی دیکھتے ہیں کہ پریسیڈنٹ کروجر کا کہنا کہاں تک صحیح ثابت ہوتا ہے۔ پریسیڈنٹ صاحب ٹرانسوال نے شروع جنگ میں فرمایا تھا کہ دنیا تو کہتی ہے کہ زبردست [illegible] رہیگا۔ زبردست ہی جیتے گا۔ خیر خدانے چاہا تو راستی سے [illegible] سکے ہی اسکی بلندی کا پالا رہیگا۔

الراقم

جنگ بہادر

کیا ہم زندہ ہیں

از آب عدم تخم مرا کاشتہ اند — از آتش غم روح مرا افروختہ اند
سرگشتہ چو بادم بعدم گرد جہان — تا خاک من از پے چہ آرے پرداختہ اند

اگر سیاہ کاری کی چلتی ہوئی مشین بخشش کی امید پر اپنے نازک اور باریک پرزوں سے فریب اور دغابازی میں ڈھلی ہوئی صورتیں نہ ڈھالتی تو عیش و انبساط کو بھی کھو کے رونا پڑتا۔ وہ تو کہئے بڑی خیریت ہوئی کہ واللہ میاں نے اپنے بندہ و ناچار دل بہلانے کے لئے ہم جیسے زندہ دل ظریف الطبع خوش مزاج [illegible] بھیجے ہیں ہوں نہ کیا آپ دم عیسوی کا سفوف پھانکے ہوئے ہیں۔ واللہ ہمتو اساڑہ کے ہنڈیو کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے۔ چلو اچھا ہوا۔ تقدیر سے اگلے پچھلے فلاسفروں کے وارا پیر مل گئے جو فانی اور ابدی سیاحتوں میں نرالے وزن دکھاینگے۔ خدا اپنے حفظ امان میں رکھے۔ ہزاروں بہاریں دیکھنی نصیب ہوں۔ سنئے قبلہ خالی خولی ماشہ بھر کی زندگی ہی کا زمانہ کی رفتار اور گورے چٹے والی قیمتی تحقیقات تو سنا ہے۔ نہ دیکھے پارے۔ ہاہا کیطرح اڑا دئے ہیں۔ برس سوا برس۔ جیتے جیتے نہ جیتے۔ [illegible] نام تو ہو گیا۔ دم نکلا نہیں اور وہ خیار کے ماتی بالا خوبی سوانح عمری موجود ہے یہ موت ہے یا اچھی خاصی جنتری شہرہ زندگی۔ [illegible]

مانے وہ کھاتے تھے - یوں پیتے تھے - یوں بولتے تھے یوں اچھلتے تھے - یوں بغلیں بجاتے تھے - ایسے تھے ویسے تھے - افلاطون تھے - ارسطو تھے - یہ تھے وہ تھے رو رو - پیٹو - چلاؤ - ایسے جینے سے تو مرنا بہتر ہے قبروں میں وہ کھے کھا رہے ہیں - بلا سے یاد کرنے والے تو موجود ہیں - دیکھئے یہ بھی مغربی خیالات کا ڈھونگ ہے کہ بجلی سے جلا ہوا آدمی جو نیم جان ہوتا ہے مصنوعی تنفس کی کیمیائی کوشش سے اچھا ہو کر مانے کہ جان کی دم میں سکتا ہے - ایسی ہی حرکت سے دوبارہ گوشت اور بوسیدہ مواد بھی افشا ہو گیا کہ زندگی وہ ہے جسے ہم حواس خمسہ سے معلوم کریں - موہنی فرصت کے ہے لیبارٹری میں نئی نئی چیزیں تیار ہو سکتی ہیں - خون پیشاب تو بہتے دریا ہیں - بڑے بڑے سائنس دان تو جانور بنانے کو مستعد ہیں - شاید ہیضہ - بخار - طاعون پر آفت انگیز کفر توڑ - بیماریاں بھی لیبارٹری کی دست میں ہیں - تمہارا خیال سچائی کا بار آدم ہے تو ملک کیلئے کوئی عمدہ کام کیا ہوتا - جس سے عمر عیسیٰ کا نشو و نما جاتا ہے - نئے نئے پودے بڑھ کے پھلتے پھولتے - انشاءاللہ اگلے زمانہ میں بو علی سینا کے کشمیری حمام کا چراغ نہ روشن ہو سکتا - نئی تحقیق کے غسل خانہ میں حیوانی نسل کے چشمہ نکلو اب انسان کو یہ سمجھ لینا چاہئے - جہاں تک واقفیت ہے موت ہے - اور جہاں معلومات کو برگزیدہ گاد اپنی طرف یا اصلی حالت سے بڑھایا بس وہی اصلی زندگی ہے -

مذاق ہی کیا بات ہے - اس سوچ بچار میں کہاں کہاں کے [illegible] ہوگئے اور خاک نہ آیا - عناصر کے خارجی مسئلہ کو [illegible] بتا گئے آگے بڑھ گئے - عناصر کیا - [illegible] - جوتی پیزار - گالی گلوچ - [illegible] دیکھو [illegible] انسانی عناصر ہیں - خدا جانے وہ [illegible] خاصیت

جوڑ میں فرق آیا - اور انسان موت کے منہ میں گیا - ارے صاحب مرے ہوئے حکیموں نے ایک عنصر کی بحث بمبئی میں دماغ کے دماغ اسطرح چٹ کرنے - جیسے ریشم کا کیڑا شہتوت کھا جاتا ہے - اللہ اس خاکی عنصر سے بچائے رکھے جنے قانون والوں کی قلیا تمام کر دی -

یونان کے مشہور منجم تھیلیس نے تو سولوں سے صاف کہدیا - نہ مانا نہ - جو سب بری بلا ہے بہار میں جائے شادی - جب وہ سر چڑھ گیا تو اس جنتری باز نے ایک نیا فریب گانٹھا - ادھر ادھر رل ملا کر کسی کے ذریعے سے سولوں کے کان میں یہ خبر گھسا دی - تمہاری پیری کا سہارا اللہ جانے کے گھر گئی ڈنڈا کھیلنے چلدیا - یہ سنا تھا اور اپنی شب بیہ ایوں - دماغی حستوں کا مہر کاگ بگڑ لانے آیا - پریشانی غم کی نانی بنگی - گھر ہی پر رونا رانڈ کا سائنٹ تھیلیس خود بول اٹھا - یہ یار دنگا چلتا ہوا فقرہ تھا - دیکھا شادی کے یہ نتیجے ہوتے ہیں -

یورپ کے مصور مسٹر البرٹ ڈیورر کی روح بھی ایسی خاکی عنصر نے دھوئیں یا بخار کی صورت میں جسم سے نکالی ہے - مسٹر موصوف جورو کے مارے ہوئے تھے - اور کئی شہر وطن چھوڑ بھاگے - فلانڈرس میں ستو باندھ کے پڑگئے - وہاں بھی بے گور لیے سر پر چڑھ آئے موجود آخر ہم جی گرفتار ہو کر آئے اور اپنے وطن نورمبرگ میں ۱۵۲۸ء میں دنیا سے تشریف کا ٹوکرا اٹھا لے گئے -

جنہ شادی نہیں کی ہے - کیوں جی - کیا ہم زندہ ہیں - نہیں غلطت یہ تو ان دونوں کی فاش غلطیاں نہیں - مرنا کیا ذکر - جورو والے مرد کی قیمت تو خوشی ہے - یہ دوسمان جو دوڑ کیطرح مرا ہو بھاگتے ہوئے ہے - یہ میاں نصا حب میں

اور یہ زمین جو صندلی لباس پہنکر مارے شرم کے نیچے کھسکی جاتی ہے - یہ بی صاحبہ ہیں - موجود کی جا ہاہیں دونوں سے ہے - ہم دنیا میں نہیں ہیں قیدی ہیں - اور پرسنل ریل اور بچے حوالات ہم مجرموں کی طرح مرنا پسند کرتے ہیں مگر کلاس نارک کی بیٹی - جو پلنٹا جنٹ خاندان کی آخری عورت تھی بے قصور - ہو کر مجرموں کی طرح مرنا پسند نہیں کیا لیجئے ہم عورت سے بھی گئے گذرے - ہم ٹھکانے پر پہونچکر نہیں مرتے - آسمانی خیمہ کے نیچے اتنا غفیل ہو جاتے ہیں -

لوگ یہ جو کہتے ہیں - ہم زندہ ہیں - ہم زندہ ہیں بالکل غلط - سراسر جھوٹ - زندگی سے تغیرات کا جاننا مقصود نہیں - زندگی ایک علم ہے جسکے سند یافتہ بہت کم - یوں بیل کے گلے میں گھنٹے ہو سے بل بل کے ٹھنٹناتے ہیں - کیا سانس چلنے کا نام زندگی ہے - یوں غار میں چمگاڈر بیٹھے رہتے ہیں - کیا دنیا میں رہنے سے ہمارا شمار زندوں میں ہو گیا یوں مصر کے قدیم مناروں پر صورتیں بنی ہوئی ہیں کیا یادگار ہمارے مردہ جسم میں روح ڈالتی ہے - یوں پیپا مٹی کے تیل سے بھرا ہوتا ہے کیا پیٹ بھرنے سے ہم زندہ ہیں - یوں جزیرہ پر لیپا پر ہندوستان کے دھوبیا پرشاد موتی نکالتی ہیں کیا طریق معاشرت کے پنجہ میں پھنسکر ہم زندہ ہیں یوں اونٹ چلتے وار پاؤں سے بالو کی راہ طے کرتا ہے کیا ہم چلنے پھرنے سے زندہ ہیں یوں پہاڑ سے پتھر گرنے کی آواز کان میں آتی ہے - کیا بٹ بٹ بولنے سے ہم زندہ ہیں - یوں ملاح جمع ہو کر کشتیاں درست کر لیتے ہیں - کیا مجموعی قوت کے کام کرنے سے ہم زندہ ہیں - پڑوسی کے آمرے پہ جورو رکھنا چہ معنی دارد - گر چنہ تم بھی آؤ - پرشاد تم بھی آؤ - موہو جی تم بھی آؤ - مسٹر تم بھی آؤ - فلانی

تم بھی آؤ ذبیحے تم بھی آؤ۔ جو تو کانگریس کے کیمپ میں کہا
کہ گہ بے زندگی میں سب کی شرکت، اور قومی موت
میں ایک کا بھی پتہ نہیں۔ سر سید کے مزار کے
مجاورو! تم لکھنوی کانگریس کی ابتدائی
سرگوشیاں کلکتہ کے قومی عرس میں شکر پارہ
بنا کر تقسیم کرنا۔ قومی برتن کی تاریخی پیندے
میں عرق شفاف کی جگہ تیزاب نشین ہوا چاہتا ہے
سے فصل گل ہے زاہدو نکو مے بکشش شاد ہیں
مسجدیں سونی پڑی ہیں بھٹیاں آباد ہیں
الٰہی تیری پناہ۔ بدکاری کی عنایتوں سے قوم قلاش
نخ خان ہو رہی ہے۔ فضول خرچی کی سڑک پر بڑے
طنطنہ اور دبدبہ کے ساتھ قلابازیاں کھاتی ہوئی
چلی جاتی ہے۔ قصور معاف قومی روح کو
آپ ہی کا جیسوں نے عزرائیل بنکر جسم سے
علیحدہ کر دیا۔ قوم مردہ ہے۔ قوم مردہ ہے
کی پرانی انک سنکار و سنے سیر و یکھنے کیلئے
تھوڑی دیر کو دم سادھ لیا ہے۔ نیچر کی اشیاء
میں زندگی ہی زندگی بھری کا پڑی ہے۔ جزیرہ
جبکا ایک درخت ہے جو کبھی مرتا ہی نہیں
ادھر کوئی پتہ کوئی شاخ توڑ کے پھینکی اُدھر از سر نو
پھوٹ نکلا۔ برٹش گورنمنٹ نے تو جانوروں کی
جانیں بھی اپنی حفاظت میں لے لی ہے پھر ہم
تو انسان ٹھہرے۔ ہم ذرا سی زندگی کے لیے بڑی
بڑی بڑی دور پہونچتے ہیں۔

خیال کا تجلی کدہ اور روشنی ہوئی تصویروں سے
حیرت زدہ کر ہمیں ایسے عالم میں لیجاتا ہے جہاں
چشمۂ حیوان کا نکھرا ہوا پانی۔ اب خورشید کے
چھینٹے گوہر افروزیاں کر رہے ہیں فانوس
دہر کی جلوہ پرستیاں دو دہی دو نشاط
افزا سامان دکھائی ہیں۔ آسمانی چراغ بام ہستی
پر کھڑے ہو نیوالوں کی قوت باصرہ کا چکلا
مادہ اپنی شعاعوں میں جمع کر رہے ہیں۔ آپ نے
آئینہ کی رونمائیاں تو دیکھی ہونگی جسکے سامنے حسن
نازنین بیٹھے ہیں اور اوس کی برق نما نگاہیں۔ جو کھو کر
لیکسطح تک ہمیں اپنے اعجاز دکھاتی ہیں۔ دریا کی
لہریں ہم جیسے دیوانۂ زلف پر بہتان اڑا رہی ہیں کیوں
کیا ہم زندہ ہیں۔

چشم مخمور سے ٹپکنے والی بیخودی نے صنمخانۂ ازل کا
مرقع پیش کیا ہے۔ عروس بہار کا شوخ دیدہ لال
ڈوروں پر مرا بیٹھا ہے۔ بادۂ حسن کے متوالے
گوری گوری سکوریاں چڑھا کے دھیمی دھیمی ہلکی
ہلکی دلبر آوازوں میں متانت کے ساتھ تسلیم بجا
لاتے ہیں۔ مرغوں کے نغمے۔ انگریزی باجوں کی
صدائیں ہوش اڑا رہی ہیں۔ کلیات اور اجناس
کی وجودی کیفیتیں فواروں کی طرح جوش مارتی
ہیں۔ کیوں۔ کیا ہم زندہ ہیں۔

پری جمالوں کی نقاب میں پہونچنے والی نظر چمکتی
ہوئی بجلیاں دیکھ رہی ہے۔ سنبلستان کی
خاک میں چھپے ہوئے ذرے ہمارے خاطر آشوب
جھونکوں سے ابھر رہے ہیں۔ گوشش قبول کی موتی
دست دعا پر جوشن کی طرح لپٹے ہیں۔ پھولوں
کی چنکھڑیاں افسردہ طبیعت کو گودے رہی ہیں۔
نورانی صبح کا مستانہ جلوہ پہلو میں چٹکیاں لے رہا ہے
شفق کی عنابی شکل محو حیرت بنا رہی ہے۔ کیوں
کیا ہم زندہ ہیں۔

موسم بہار کی چاندنی جوش جوانی کو فروغ دے
رہی ہے۔ مستان خرابات کی بگڑی ہوئی آرزوئیں
نمائش گاہ قائم کر رہی ہیں۔ برسات منانے والے
شرابی گھٹاؤں کیطرح جھوم رہے ہیں۔ باغ عمر
کے شگفتہ پھول صحن چمن میں پھرنے والوں کی
خواہشیں بڑھا رہے ہیں۔ ہوا کی چھیڑ چھاڑ جھکر
بڑے بڑے بالوں والے صوفی کلی اللہ ہو کی
طرف آتے ہیں۔ آسمانی حاشیہ پر ابر کے بھورے
بھورے ٹکڑے منڈلا رہے ہیں۔ پریشان خیالات
رحمت کے خزانے کی کنجیاں لیکر پیاری کا بوسہ کی
طرح خراٹے بھر رہے ہیں۔ یار روگ جنون کی
پوجا کرنے کو صحرا کی جانب سدھا رہے ہیں۔ کیوں
کیا ہم زندہ ہیں۔

بیباکانہ امنگوں نے نگاہ ناز کی چوریاں کھول دی ہیں
قیامت انگیز نالوں نے قابل اتالیق بنکر عبرتناک
نمونے پیش کئے ہیں۔ معشوقانہ وعدہ کا اعتبار
کھو کے کہہ رہا ہے۔ سلسلۂ تصور کے ادھیڑے
دوست دوپاچکڑ رہے ہیں۔ یاد جاناں خانۂ دل میں
انجنئیر بنی پھرتی ہے۔ فراق کی بھاپ سے بجلی
کی طاقتیں ضائع ہو رہی ہیں۔ کیوں کیا ہم زندہ ہیں
گستاخ دوپٹہ سینہ کی بہار ظاہر کئے دیتا ہے
شوخیاں چنچل کے قدموں پر گر رہی ہیں۔ چہرہ
لگانے کے بیقرار کرنے والے ہمیں گلے لگا رہے ہیں
جب قتل گاہ میں نازک ہاتھ تیغ اوٹھاتے ہیں
تو قدرتی جھجک پتلی پتلی کمر میں لچک پیدا کر کے
مراد پوری نہیں ہوتے۔ کیوں کیا ہم زندہ ہیں
تم اور زندہ یہ دلفریبیاں ایسی ہیں جو انسان کو
زندہ رکھیں۔ ہزاروں موت چاہتے ہیں سے
سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر
ہمیں تو موت ہی آئے شباب کے بدلے

جہاں محلسرا سے نکلنے والوں کے کانوں میں رقیبوں
کی آواز پڑی اور قوت متخیلہ نے ان پیارے
ہاتھوں کو دکھا دیا۔ جنسے چھالیاں کتری جاتی
بس موت آگئی۔ محسوسات کے مٹ ہوئے
ابھی کچھ ہیں۔ یہاں تو خیالی جھلکیوں پر دل
لوٹن کبوتر ہو جاتا ہے۔ عشق کے گھنے گھنے جنگل
میں پھنسے اور مارے پڑے۔ دماغی مرکز سے عقل
سنبھال چھو مراد و خرد کا گلابی پہرہ غائب غلہ۔

آخر موت میں کیا لطف ہے۔ کیا اوس ملک میں رحم اور ظلم کے پرندے دانہ تناول کرتے ہیں۔ عقل اور حماقت کسی مورچہ بندیاں خون بہاتی ہیں۔ رنج اور خوشی کے فرشتے کشتیاں لڑتے ہیں۔ واہ خوب سمجھے موت وہ ہے جہاں عاشقوں کے خصائل چیزوں کی خواص معلوم ہو جاتے ہیں۔ ارے تو بہکی چیزوں کو موت ہی نہیں۔ یہ تو مزے پر تجربہ کاری عاقبت اندیشی۔ دنیا ہی کا یہ بڑا سرٹیفکٹ لیتے ہیں۔ اور دانش وری۔ یکسانی یہی چیزیں اصلی زندگانی کا باعث ہیں۔ کیوں؟ سنو بال کی کھال نکالنے والے کہتے ہیں۔ حسن کے زمانہ میں عورتیں بیوقوف ہوتی ہیں۔ بڑھاپے میں عقل آجاتی ہے میں خیال کرتا ہوں مرنے کے بعد وہ پوری فلاسفرہ اور حکیمہ ہو جاتی ہونگی۔ شباب میں بیوقوف۔ بڑھاپے میں عقلمند۔ مرنے پر حکیموں کی خالہ یہ موت کیسی جغرافیہ مدنی کی رو سے یہ عالم اونہیں ڈبل زندگی سے اچھا ہے

نظام شمسی میں کوئی بات انہونی نہیں کہی جاسکتی تو کیا واقعی ہم زندہ ہیں۔ یا ہمارا زندہ رہنا ممکن ہے ایسی شکل میں تو زندہ رہنا محال ہے۔ تم زندگی کی درستی کے لئے پیدا ہوئے ہو۔ اس لئے موت کو ناکمل چھوڑ دو۔ موجودات میں ہر ایک شے آہستہ آہستہ بھونڈی سی چال چل کے ترقی کرتی ہے اور اوسکے پیٹ میں انسانی اعضا کی ساخت شامل ہے تم زیست اور موت کی ہڈی پسلیاں توڑ کے ویسا قاعدہ ملا کر دونوں ایک ہی ہتھیلی سے چپٹے معلوم ہوں پھر حیات ابدی کو کھینچ سکتے ہیں۔

راقم

جو نہ قدر کبھی یہ خالی لیکے چلے
[illegible]
مسٹر [illegible]

لال پھنسانیکا پنجرا

یعنی

(انڈین نیشنل کانگریس کا پنڈال)

یاران طریقت اس البیلی سرخی سے تو ضرور ہی بہر ڈھنگے ہو گئے۔ لیکن گھبرائیے نہیں ہم بہت جلد اس شبہ کو رفع کئے دیتے ہیں واقع میں یہ پنجرا اسی قابل ہے کہ پہلے آدمی اس سے دور ہی بھاگتے رہیں یہ تو صرف لالوں ہی کے لئے مخصوص ہے لیجئے اب مفصل آمد نامہ سنئے۔ دنیا میں ہزاروں قسم کی عمارتیں ہیں اور روز بروز بنتی ہی چلی جاتی ہیں مگر لکھنؤ میں انڈین نیشنل کانگریس کا پنڈال بھی اپنی روش میں بے مثال ہی بنا تھا اس وضع قطع کا نہ تو کشمیری محلہ یا کسی اور گلی کوچہ میں مکان مل سکتا تھا نہ اس شکل کا کوئی پنجرا لال پالنے کے لئے تھا اس بازار میں مل سکتا تھا جسکی (ایک چڑیا کا نام ہے) کی چھوچھ سے بھی سبقت لیگیا تھا جس تاریخ سے اس پنڈال کی بنا پڑی تھی غالباً اودھ تو درکنار ممالک مغربی و شمالی میں سرکی اور بانسوں کا نام و نشان نہ رہا تھا دنیا بھر کے بانس اسمیں لگائے گئے تھے حقیقت اور تو اور اسکے کاریگر بھی راجس کمپنی یا فول اسکیپ کے بنے ہوئے تھے۔ ایسی خوبصورتی سے اس پنڈال کو بنایا تھا کہ بڑے بڑے پنڈتوں کو اسکے دیکھنے سے غش آتا تھا بڑے بڑے دھولی پرشاد دور ہی سے ڈنڈوت کرتے تھے۔ پنڈال کے اندر وہ جوبن تھا کہ دہائی رام کی قسم قسم کے پردے اور گوٹے پٹھے کے دوپٹے نئی دلہن کی طرح بال کھارہے تھے اسمیں روشنی ایکدم ناہی نہیں ہوئی لیکن جھاڑ فانوس فرود لٹکے ہوئے تھے۔ پریسیڈنٹ (صدر انجمن) اور معزز اراکین کے نشست کیلئے ایک اونچا چبوترہ بنا ہوا تھا اور اسکے نیچے اعلیٰ اعلیٰ ڈیلیگیٹ صاحبان کے لئے کرسیاں پڑی تھیں۔ یہ قسم ہوائی کی اپنے حساب انتظام کرنے میں ایک انگل بھی کسر نہ رہنے دی تھی۔ افسوس صرف اسقدر ہے کہ روپیہ بہت خرچ ہوا۔ یعنے ماہ اکتوبر ۹۹ء سے دسمبر ۹۹ء کے خاص کانگریس کے دن تک اس پنڈال کی ٹیپ ٹاپ ہوتی رہی اور قریب پندرہ ہزار روپیہ کے خرچ ہوا برخلاف اسکے کہ نیو الفریڈ ناٹک کمپنی نے لکھنؤ کے بیچوں بیچ ماہ نومبر ۹۹ء میں اسٹیج بنانا شروع کیا اور اسی ماہ میں خاتمہ بالخیر کردیا اور روپیہ اندازاً ایکہزار خرچ ہوا۔ منتظم ہوں تو ایسے ہوں۔ اگر یہ لوگ الفریڈ کمپنی سے تعلیم لیتے تو اسقدر فضول خرچی کی نوبت نہ آتی۔

حضرت یہ سب باتیں اطمینان اور پیٹ بھرے کی ہوتی ہیں۔ اگر یہ روپیہ امداداً آج کل ہماری گورنمنٹ عالیہ کے نذر کیا جاتا تو کیا ہی عمدہ ہوتا کیونکہ آجکل کسقدر خرچ درپیش ہیں جسوقت اوپر طبیعت کو چین ہوتا تو اسوقت یہ لوگ اگر ایک چھوٹی سی دھوتی گومتی کے کنارے تان کر اپنی کانگریس کرتے تو وہ اس پنڈال سے ہزار گنا زیادہ بلکہ اسکا چوگنا تصور کیا جاتا۔ جب یہ لوگ ہماری گورنمنٹ عالیہ کے ایسے وقت میں کام آتے تو خدا جانے گورنمنٹ کیوں نہ انکے مقاصد اور اغراض کو قبول فرماتی۔ واہ ری عقل

راقم

تار برقی زبانی اور [illegible]
[illegible]
[illegible]

بقلم سید محمد [illegible] لکھنؤ

جاسوسونکی رپورٹین

۱۰ جنوری کا لندن ٹائمز ایک لیڈنگ آرٹیکل میں پھر اوسی اسپیچ پر نکتہ چینی کرتا ہے جو مسٹر بالفور نے پیر کے روز مقام مانچسٹر پر جنگ کے متعلق برٹش گورنمنٹ کی کارروائی کے بارے میں دی تھی۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کو چاہئے کہ خود کو بڑی خوش قسمت خیال کرے کیونکہ پارلامنٹ میں اوس کی کارروائی کی جیسی چاہئے ویسی مخالفت نہیں کیگئی۔ رعایا کی بہبودی کے لئے تو یہی اچھا ہوتا کہ کیبنٹ صاف طور پر اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتی۔

واشنگٹن کا ایک ٹیلگرام مظہر ہے کہ ٹرانسوال گورنمنٹ نے امریکن سفیر متعینہ پریٹوریا کو برٹش گورنمنٹ کیطرف سے برٹش گورنمنٹ کے فوائد کی حفاظت کے لئے وکیل ماننے سے انکار کیا۔

ریوٹر ماڈر ریور سے تار دیتا ہے کہ اب تک ڈچ فوج مقام میگر سفونٹین پر اپنی قوت کو بڑھا رہی ہے اور مورچوں کے استحکام میں بھی مصروف ہے مگر رپورٹ کیا جاتا ہے کہ فوج کولسبرگ کی امداد کے لئے بھی یہین سے فوج روانہ ہوئی۔

۹ جنوری کی شب کو مسٹر بالفور نے اپنے اسپیچ میں بیان کیا کہ باوجودیکہ لیڈی سمتھ کا محاصرہ بہت سختی سے کیا گیا ہے مگر ڈچ فوج کے برٹش ممالک پر حملہ کرنے سے کسی قسم کا خوف نہیں ہے۔ برٹش گورنمنٹ نے اپنے جنرلوں کو انہیں کے مرضی پر چھوڑ دیا تھا اور اونکے کسی کام میں دخل نہیں دیا۔ ہماری غرض صرف یہی تھی کہ اپنی سلطنت افریقہ کی حفاظت کریں اور یہ جنگ اوسوقت تک جاری رہیگی جب تک ہمین یہ اطمینان نہ ہو لے کہ پھر جنوبی افریقہ میں ایسی لڑائی کی نوبت نہ آئیگی۔ ممالک خارجہ کی اون پیشین گوئیوں پر کہ اب برٹش سلطنت کو زوال شروع ہو گیا ہے مسٹر بالفور نے نفرت ظاہر کی اور کہا کہ یہ اونکی خام خیالی ہے بلکہ اس لڑائی سے ہماری سلطنت کا اور استحکام ہو گا۔ اور ہماری رعایا کو اپنی وفاداری کا ثبوت دینے کے لئے بہت اچھا موقعہ ملیگا۔ مسٹر بالفور نے خصوصاً اون وفادارانہ مدد پر بہت خوشی ظاہر کی جو ہندوستان کے نوابوں اور راجاؤں کی طرف سے برٹش گورنمنٹ کو دیگئی۔

فریر کا ایک تار مظہر ہے کہ سنیچر کے روز ہماری بحری اور دیگر توپیں متواتر ڈچ مورچہ پر گولہ باری کرتی رہیں۔ ڈچ فوج کی طرف سے اس گولہ باری کا بہت کم جواب دیا گیا دریائے ٹوگیلا میں طغیانی ہے۔

لندن ٹائمز رینزبرگ کے ایک تار سے مظہر ہے کہ سفوک رجمنٹ کے ۲ افسر اور ۷۰ سپاہی مقتول اور تقریباً ۵۰ دشمن کے ہاتھ گرفتار ہوئے۔

جنرل وائٹ حملہ لیڈی سمتھ کی مزید تفصیل میں بیان کرتے ہیں کہ دشمن اپنے حملہ میں بڑی قوت ہمت اور جوش کے ساتھ بہت آگے بڑھ آئے۔ وگین ہل کی ہماری کئی گھاٹیوں پر تین مرتبہ حملہ کیا اور تینوں مرتبہ پسپا کر دئے گئے۔ ہمارے ایک مورچہ پر تو ڈچ فوج نے دن بھر قبضہ کر رکھا مگر شام کے وقت ڈیونشایر کی ایک رجمنٹ نے اونہیں وہاں سے بھگا دیا۔ دشمن کا نقصان بہت سخت ہوا۔ ڈچ فوجکو امید تھی کہ جنرل بولر کے اس طرف بڑھنے کے قبل لیڈی سمتھ فتح کر لینگے۔ مگر اس حملہ میں انہیں آرزو پر پانی پھر گیا ۱۴ گھنٹے تک لڑائی رہی۔ ڈچ فوج کے مجروحین و مقتولین کی پوری تفصیل تو معلوم نہیں ہوئی مگر ۴۰۰ آدمی ہمارے ہاتھ میں گرفتار ہوئے۔ برٹش فوجکا نقصان بہت سخت نہیں ہوا۔

۱۱ ماہ حال کو آٹھویں ڈیویژن کیپ ٹاؤن کی طرف روانہ ہوگی۔

ماہ جنوری کے اندر ہی اندر اور ۱۲ [illegible] ٹرانسوال کی طرف روانہ ہونگے۔

آج (۹ جنوری) تمام یوروپ میں سینٹ پیٹرزبرگ کا یہ رپورٹ مشہور ہو رہا ہے کہ افغانستان کی موجودہ خوفناک حالت کے خیال سے روس نے بطور تجربہ طفلس کو براہ باکو و کراسنوودسک مقام کوشکا کی طرف بذریعہ ریل فوجیں روانہ کیں۔ اس تجربہ سے یہ ثابت ہوا کہ ضرورت کے وقت کاکیشیا سے ۱۰ روز میں مقام کوشک پر فوجیں پہونچ سکتی ہیں۔ سرکاری اخبار ترکستان گزٹ اخبار ٹائمز آف انڈیا کے اوس آرٹیکل پر (جس میں اخبار مذکور نے اسکے متعلق خوف ظاہر کیا ہے کہ جنگ ٹرانسوال نے روس کو اچھا موقعہ دیا ہے کہ وسط ایشیا کے معاملات کو طے کر دے) رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ روس کی یہ کارروائی روس کی مشہور و معروف اور پالیسی کے بالکل خلاف ہوگی۔ اور جو روس ایشیا کی طرف بڑھ رہا ہے اوس

اوسکی وجہ یہ ہے کہ معاملات کی پیچیدگی نے اوسے اس پر مجبور کر دیا ہے۔

آسوسئیٹیڈ چیمبر آف کامرس کے ممبروں نے کل (۱۲ جنوری) لارڈ نارتھ کوٹ کے عہدۂ گورنری بمبئی پر مقرر ہونیکی خوشی مین ضیافت [دی] لارڈ لیاک صدر جلسہ تھے۔ لارڈ جارج ہیملٹن نے بیان کیا کہ گورنری کے لیے یہ انتخاب بہت ہی اچھا ہوا ہے اسلئے کہ لارڈ نارتھکوٹ معاملۂ فنانس مین بہت اچھا تجربہ اور مہارت رکھتے مین۔ لارڈ نارتھکوٹ نے لارڈ ہیملٹن کی اسپیچ کے جواب مین بیان کیا کہ مین خیال کرتا ہون کہ گریٹ برٹن اور ہندوستان کی تجارت مین بہت ترقی ہو سکتی ہے۔ اگر گریٹ برٹن اور ہندوستان کی تجارت مین ترقی کرنا ہے تو گریٹ برٹن کو چاہئے کہ اس معاملہ مین ہندوستان مین کوئی ترقی کی صورت پیدا کرنے مین مدد دے۔ کیونکہ اس مین نہ صرف ہندوستان کو فایدہ ہے بلکہ اس کے ساتھ ہی انگلستان کو بہت کچھ نفع کی امید ہو سکتی ہے۔ اسکے علاوہ ہندوستان کی رعایا کو بھی یقین ہو جائیگا کہ برٹش گورنمنٹ کو ہمارے فواید کا بڑا خیال ہے۔ اور اس یقین سے اونکی وفاداری اور بڑھ جائیگی۔

اخبار ڈیلی ٹیلگراف فریر کیمپ کے تار سے مظہر ہے کہ آج ڈچ نو بجے لیڈی سمتھ پر گولہ باری شروع کی۔ جواب تک جاری ہے۔

اخبار ڈیلی میل مظہر ہے کہ لارڈ میتھون کی صحت بہت خراب ہو گئی ہے۔

جنرل بولر ۱۰ ماہ حال کے تار مین مظہر ہین کہ ٹرانسوال کے ایک ٹیلگرام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۶ ماہ حال کو لیڈی سمتھ مین ڈچ نو جگہ صرف ۸۰ مقتول اور ۱۵۰ مجروح ہوئے۔ باوجودیکہ یہ بات قبول کرتے مین کہ اوس روز ہمین سخت گولہ باری کا مقابلہ کرنا پڑا اور ہر جگہ ہمین پسپا ہونا پڑا۔ دوسرے رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس لڑائی مین ڈچ فوج کے صرف ایک حصہ مین ۱۵۰ سپاہی مقتول ہوئے۔ اور مجروحین سے تو گاڑیان بھر بھر گئین۔ اسکے علاوہ آرینج فری اسٹیٹ کے سپاہیون کا تو بہت ہی سخت نقصان ہوا اس لئے کہ انہین۔ ٹرانسوالیون نے ایک خطرناک مقام پر کھڑا کر دیا تھا۔

۱۰ جنوری کو لارڈ رابرٹس اور لارڈ کچنر کیپ ٹاؤن پہونچے۔

یکم اور ۸ ماہ حال کے درمیان لیڈی سمتھ کے محصورین مین بخار سے ۲۳ موتین ہوئین جن [مین] دو افسر بھی ہین۔ انکے علاوہ سرجن میجر ڈاکر بعارضہ پیچش فوت ہوتے۔

بیان کیا جاتا کہ جرمنی اسٹیمر بندسراتھ کی گرفتاری کے متعلق گورنمنٹ جرمنی کے نوٹس کے جواب مین برٹش گورنمنٹ نے ظاہر کیا ہے کہ ہمین مشکوک جہازات کے دیکھ بھال کا حق ہے۔ نیوی جنرلون کی ہمری افسرون کے لئے چند قوانین تیار کئے ہین تاکہ اونکے مطابق عمل کیا جائے۔

جرمن ایسٹ افریقن اسٹیمر ہرزوگ جسے ایک برٹش مینوار گرفتار کرکے ڈربن لیگیا تھا تحقیقات کے بعد رہا کر دیا گیا۔

اخبار ڈیلی نیوز مظہر ہے کہ جنرل وہائٹ نے سنیچر کے روز ڈچ فوج کو پسپا تو کر دیا مگر ہماری طرف کا بھی بہت سخت نقصان ہوا۔ ۱۳ افسر مقتول اور ۲۸ مجروح ہوئے۔ اور ۴۰۰ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ افسوس!

بیان کیا جاتا ہے کہ لارڈ میتھون زخمی ہو کر گھوڑے پر سے گر پڑے تو اون کی پسلی مین سخت چوٹ لگی۔

سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ ۳۰ ماہ حال کو پارلامنٹ کا اجلاس ہوگا۔

برٹش گورنمنٹ نے فیصلہ کیا کہ جو رسد کے جہاز ہماری بندرگاہون سے گذرین اونہین گرفتار کرینگا ہمین اختیار نہین ہے جبتک ہمین یہ یقین نہ ہو کہ دشمن کی امداد کے لیے یہ سامان رسد جا رہا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سفاک رجمنٹ پر مقام رنسبرگ مین جو آفت آئی اوس موقعہ پر مذکور رجمنٹ نے جو تدبیر سوچی تھی اوسکی ڈچون کو اطلاع ہو گئی۔ اونہون نے چپکے ہی چپکے تیاریان کین اور اچانک اونپر آپڑے اور جب واپسی کا حکم دیا تو مذکور رجمنٹ کے افسرون نے انکار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوری رجمنٹ یا مقتول یا مقید ہوئی اور صرف پاؤ رجمنٹ بحالت خراب کیمپ کی طرف لوٹی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پورچوگیز گورنمنٹ نے اعلان دیا ہے کہ سرحد پر سے گذرنے کے لیے پاسپورٹ طلب کر کے پرتگالون کو اپنے منفعت کے پاس سے سرٹفکٹ لانا چاہئے۔

مطبع حمیدی واقع بھنڈی بازار مین حکیم محمد عبدالحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔